رابطہ

مدیر
سید ضیاء الدین جامعی

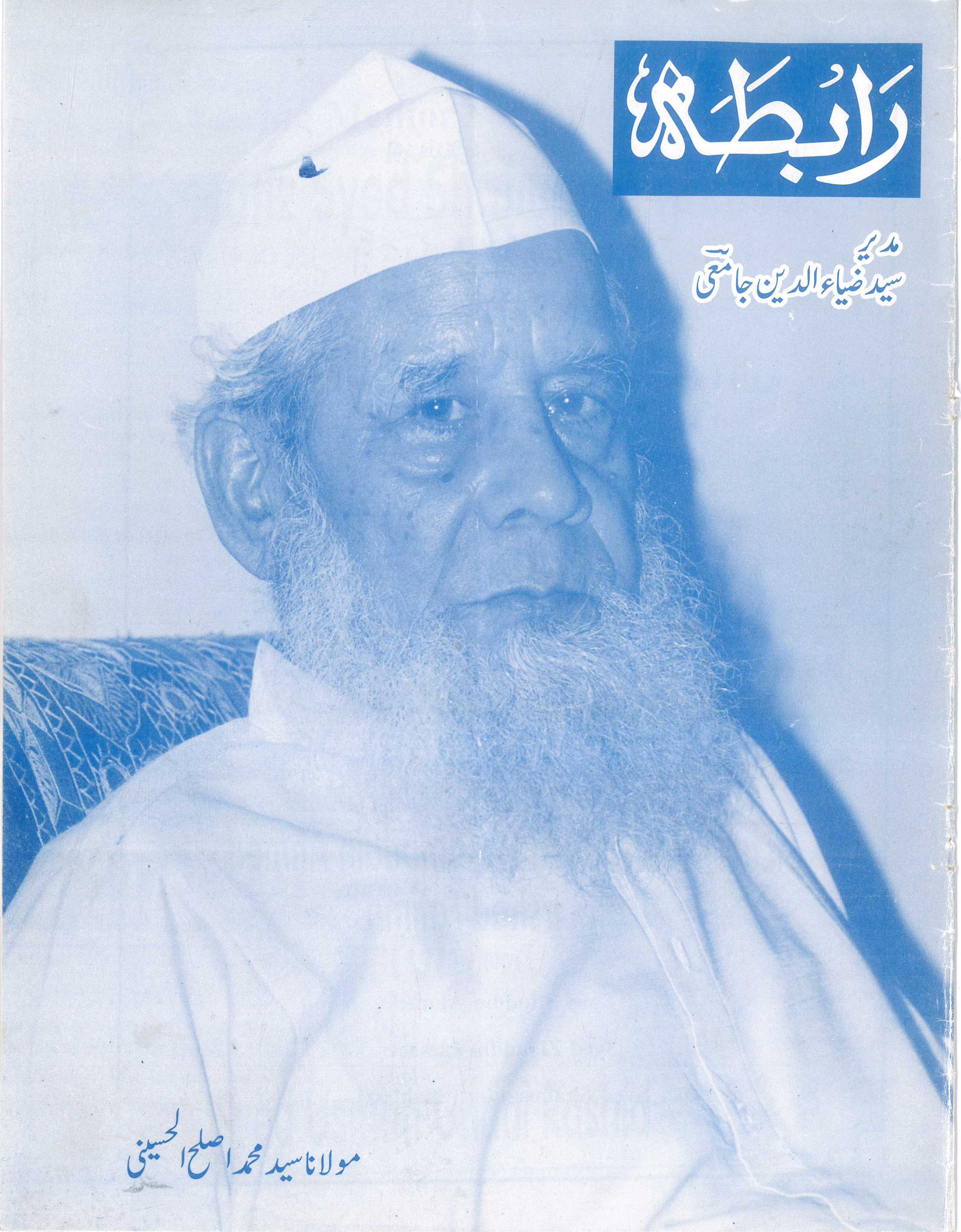

مولانا سید محمد اصلح الحسینی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ

فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ

لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ہ

(آیت ۱۰ الحجرات)

مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں کے درمیاں

تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

In Loving Memory of Our Parents

(Late) Hafiz Syed Hosamuddin Ahmed

(Late) Irshad Fatima

From

Syed Sifuddin Ahmed

Syed Ziauddin Jamaee

Syed Shamsuddin (Shahbaz)

شمارہ۔ ۱۳
جولائی ۱۹۹۹ء

مدیر :
سید ضیاء الدین جامعی
معاونین :
محترمہ عشرت آفتاب
سید خرم نظام
مجلس منتظمہ :
صدر :
سید محبوب حسن واسطی
نائب صدر :
سید اظہار رحمت
محترمہ ریحانہ سیف
معتمد :
سید صفدر علی
نائب معتمد :
سید عابد علی عابد
سید ضیاء الدین جامعی
خازن :
سید وسیم الدین ہاشمی
پبلسٹی سیکریٹری :
سید خرم نظام
ممبران :
سید احمد
سید عثمان غنی راشد
ڈاکٹر سید ظفر زیدی
سیدہ صبیحہ انجم
سید عرفان رحمت
سید سیف الدین احمد
سیدہ ثمینہ جعفری
سید معروف حسن واسطی
سید احمر نظام
سید بدر عالم زیدی

سہ ماہی نیوز لیٹر

ادارۂ اخوانُ السّادات گلاوٹھی (رجسٹرڈ)

اشاعت مخصوص برائے ممبران

اداریہ

رابطہ میں نئی تبدیلیوں کے ساتھ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اس مرتبہ رابطہ کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوئی جسکا سبب ہماری بعض مجبوریاں تھیں۔ جن کیلئے ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ آئندہ ہماری کوشش ہوگی کہ پوری پابندی سے رابطہ آپکے ہاتھوں میں پہنچتا رہے۔

گذشتہ سہ ماہی اس اعتبار سے ادارہ کی تاریخ میں اہم رہی کہ ہم نے برادری کی تعلیمی بہود اور صحت عامہ کے رفاہی منصوبوں کے متعلق نہ صرف یہ کہ بعض اہم فیصلے کیئے بلکہ ان کی طرف عملی پیش رفت بھی کی۔ سال میں دوبار برادری کے ذہین و ہونہار طلبہ وطالبات کو MERIT اسکالرشپ اور نادار و مستحق طلبہ وطالبات کو NEED اسکالرشپ ہم عرصے سے دیتے رہے ہیں لیکن ضرورت تھی کہ تعلیم کے میدان میں اراکین ادارہ کی بہود کے لئے زیادہ وسیع پیمانہ پر کام کیا جائے۔ ادارہ کی ایجوکیشن کمیٹی اور مجلس منتظمہ بحث و تمحیص کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اخوان السادات ایجوکیشنل ٹرسٹ (TRUST) کا قیام اس مقصد کے حصول کے لئے بہتر نتائج کا حامل ہوگا۔ اسطرح آئندہ نسلیں بھی ان تعلیمی منصوبوں سے بہرہ مند ہو سکیں گی۔ چنانچہ قانونی ماہرین کے مشورہ سے اس ٹرسٹ کے لئے DECLARATION DEED تیار کی گئی۔ ادارہ کے صدر معتمد اور خازن کے علاوہ جناب ڈاکٹر سید ظفر زیدی اور جناب سید عثمان غنی راشد نے اس میں بعض ضروری ترمیمات کیں اور اب یہ اہم ذیلی ادارہ ضروری قانونی کاروائی کے بعد ٹرسٹ کی شکل اختیار کریگا۔ اور برادری کی تعلیمی بہود کا کام پہلے سے زیادہ بہتر طور پر ہو سکے گا۔ صحت کے شعبے کے لئے بھی ادارہ کے پاس اسی طرح کا میڈیکل ٹرسٹ کا منصوبہ ہے جس پر جلد عملی اقدامات متوقع ہیں۔

۴ جولائی ۹۹ سروسز کلب آف پاکستان میں ادارہ کی جانب سے برادری کی پانچ معزز شخصیات جناب ڈاکٹر سید ظفر زیدی، جناب سید سعید اشہد، جناب سید جاوید اقبال، جناب سید وسیم الدین ہاشمی اور جناب سید محمد احسن واسطی کے اعزاز میں تقریب پذیرائی ہوئی جسکی تفصیل آپکو اندرونی صفحات میں ملیگی۔

رابطہ کے اس شمارہ کی ترتیب واشاعت میں مجھے بعض افراد کا خصوصی تعاون حاصل رہا مثلاً صدر ادارہ سید محبوب حسن واسطی، محترمہ عشرت آفتاب، سید برادرز کے جناب سید خالد ابرار اور جناب سید ارشد ابرار۔ میں ان سب کا بے حد ممنون ہوں۔

اظہار تشکر اور صلہ رحمی

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالی ہے کہ، احسان کا بدلہ سوائے احسان کے کچھ نہیں۔

حضرت ابو ہرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا۔ (ابو داؤد)

ایک اور حدیث مبارکہ حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جس کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کا ذکر کرے تو اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی۔ (ابو داؤد)

پچھلے دنوں میں اپنے ایک کاروباری مسئلے میں پریشان تھا، لہذا اس مسئلے کو حل کرنے کے سلسلے میں آصف جمیل صاحب کے پاس گیا، اور ان سے مشورہ اور مدد چاہی، انہوں نے ہر ممکن طریقے اور اپنی تمام تر توجہ اور دلچسپی سے ساتھ میرے مسئلے کے حل کرنے میں میرا ساتھ دیا۔ بلکہ انہوں نے میرا کام کرنے کے سلسلے میں جو جملے ادا کیئے اور جن جذبات کا اظہار کیا میں انہیں کبھی فراموش نہ کر سکوں گا۔ ان کے دفتر سے نکل کر مجھ میں اک نئی ہمت، حوصلہ، ولولہ اور طمانیت پیدا ہوئی اور مجھے محسوس ہوا کہ اپنے اس موجودہ کاروباری مسئلے کے حل کرنے میں میں تنہا نہیں ہوں بلکہ ایک بے پناہ خلوص، بے غرض محبت اور انتہائی اپنائیت کا احساس دلانے والے کا بھائی کا طاقتور ہاتھ میرے سر پر ہے۔ اللہ تعالی انہیں اس کا اجر دے اور انہیں ان کے پیشے میں اعلی سے اعلی ترین مقام پر فائز کرے۔ (آمین)

ہم سب ہی ایک دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔ عملی طور پر، مشورہ دینے کی صورت میں، مالی معاونت کی شکل میں، ایک دوسرے کے بچوں کے رشتے کروانے کے سلسلے میں، اپنے اپنے اثر ور سوخ کے ذریعے، ملازمتیں دلوانے میں اور خرید و فروخت میں فائدہ پہنچانے کی صورت میں غرضیکہ اگر جذبہ صادق ہو تو ہم میں سے ہر کوئی آپس میں ایک دوسرے کے مسائل حل کر سکتا ہے۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ ادارہ اخوان السادات کے مقاصد میں ایک سب سے اہم مقصد یہی ہے۔ کاش ہم اس سلسلے میں اپنی اپنی ذمہ داری ادا کریں اور فراخدلی کا مظاہرہ کر سکیں کہ اس طرز عمل سے دنیا کے ساتھ ساتھ ہماری آخرت بھی سنور جائے گی۔ کیونکہ یہی خدا کا فرمان ہے اور یہی حکم پیغمبر ﷺ بھی ہے۔

احادیث کی روشنی میں

مولانا عبدالمالک

حضرت نعمانؓ نعمان بشیرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے لکڑیوں کے ان تختوں پر یا اس منبر پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جس نے تھوڑے کا شکر نہ کیا وہ زیادہ کا شکر بھی نہیں کرے گا۔ جس نے انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرے گا۔ اللہ کی نعمت کو بیان کرنا شکر گزاری ہے اور اسے بیان نہ کرنا ناشکری ہے۔ شکریہ ادا کرنا زندگی کے ایک رویہ کا اظہار ہے۔ یہ بناوٹی نہ ہو، ایک انسان کے ساتھ دوسرے کتنی ہی چھوٹی بڑی بھلائیاں اور نیکیاں کرتے ہیں۔ اس پر دل میں شکر کا جذبہ بیدار ہونا چاہیئے، یہ سلامت طبع اور احسان شناسی کا تقاضا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کوئی شخص انسان کی بھلائیوں پر تو شکریہ ادا کرے لیکن اللہ کی بے پایاں نعمتوں پر شکر کا رویہ اختیار نہ کرے۔ شکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نعمت کا تذکرہ کیا جائے۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کیا جائے تو کیا نہیں جا سکتا، ہر سانس، ہر لقمہ، ہر گھونٹ نعمتیں ہی نعمتیں۔ نعمتوں کا احساس، شکر کا جذبہ اور شکر کا رویہ انسان کو بے شمار نفسیاتی عوارض سے محفوظ رکھتا ہے، انسان زندگی کے بارے میں مثبت رویہ اپناتا ہے اور نیک کاموں کے لئے تیار رہتا ہے۔

حمید ایک مکّی آدمی سے بیان کرتے ہیں جس کا نام یوسف تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک قریشی آدمی چند یتیموں کے سرپرست تھے، انکے مال کے متولی تھے۔ ایک آدمی مجھ سے ہزار روپے لے گیا اور (وعدہ کے مطابق) واپس نہ کیے۔ اتفاقاً اس کے ایک ہزار روپے کسی طرح میرے ہاتھ آگئے۔ یوسف کہتے ہیں کہ میں نے قریشی سے کہا کہ فلاں آدمی میرے ایک ہزار روپے لے گیا ہے اور واپس نہیں کرتا۔ میں اس کے ایک ہزار روپے جو میرے پاس آگئے ہیں رکھ لیتا ہوں۔ قریشی نے مجھے کہا میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی انہوں نے نبی ﷺ سے سنا "جس نے آپ کے پاس امانت رکھی ہے اس کی امانت ادا کر دو اور اس کی خیانت نہ کرو جو تمھارے ساتھ خیانت کرتا ہے"۔ (الفتح الربانی)

اپنا حق وصول کرنا جائز ضرور ہے لیکن اس کیلئے معروف طریق کار اختیار کرنا چاہیئے۔ جو بات چیت اور مذاکرات کا راستہ ہے۔ اپنا حق طلب کیا جائے۔ اگر کسی سے حق وصول نہیں ہو رہا تو اس کیلئے یہ طریقہ نہیں اختیار کرنا چاہیئے کہ ہاتھ آئی ہوئی چیز بلا اطلاع اور بلا اجازت اور طے کیے بغیر اپنے پاس رکھ لی جائے۔ بلکہ متعلقہ شخص کو اطلاع دی جائے کہ آپ کی رقم میرے پاس آئی ہے اور میری رقم آپ کے ذمہ ہے آپ اپنی رقم اب لیں گے یا پھر میں یہ رقم اپنے قرضے کے بدلے میں رکھ لوں، کون سا طریقہ آپ کو پسند ہے۔ یوں مذکرات کے ذریعے معاملہ طے کیا جائے۔ یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ جو تیرے ساتھ خیانت کرتا ہے تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر یعنی اپنا حق وصول کرنے کا طریقہ کار بھی خیانت سے پاک ہو۔ قریشی کا اپنے ساتھی کو حدیث سنانے کا یہی مطلب تھا کہ آپ بات چیت کے ذریعے معاملہ طے کریں، ویسے ہی رقم دبا کر نہ بیٹھ جائیں۔

☆☆☆☆☆

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک انصاری کو ایک حاجت

درپیش تھی۔ اس کے گھر والوں نے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس چلے جائیں اور آپ سے حاجت مانگیں۔ وہ چلا آیا، پہنچا تو نبی ﷺ خطاب فرمارہے تھے۔ آپ کے کلمات طیبات یہ تھے "جس نے سوال سے بچنے کی کوشش کی، اللہ اسے سوال سے بچادیگا، جس نے ہماری طرف رجوع کیا اور ہمارے پاس اسے دینے کیلئے کچھ ہوگا تو ہم اسے دیدیں گے۔ آپ کا خطاب سن کر اس کی کایا پلٹ گئی۔ وہ بغیر سوال کئے واپس چلا گیا اور سوال سے بچنے کی کوشش شروع کردی (الفتح الربانی)

ہر انسان کو ایسی ضرورت پیش آسکتی ہے جسے پورا کرنے کے وسائل اس کے پاس نہ ہوں۔ ایسی صورت میں دو رویے ہوسکتے ہیں۔ کسی کے پاس جاکر دست طلب دراز کرنا، یا اس سے بچنے کی کوشش کرنا، ضرورت کو موخر کرنا اور اللہ سے اچھی امید رکھنا۔ ہمارے رسول ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ انسان سوال سے بچے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے مناسب حالات پیدا کردے گا۔

اس کا اطلاق قومی رویوں پر بھی ہوتا ہے۔ مانگنا مسلمانوں کے شایان شان نہیں۔

☆☆☆☆☆

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فلاں آدمی کی میرے باغ میں ایک کھجور ہے۔ اس سے مجھے تکلیف ہے۔ اس کی کھجور کا میرے باغ میں ہونا میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ نبی ﷺ نے اس شخص کو بلا بھیجا۔ وہ آیا آپؐ نے فرمایا فروخت نہیں کرتے تو مجھے ہبہ کردو، اس نے کہا نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا جنت میں ایک کھجور کے بدلے میں مجھے اپنی کھجور فروخت کردو، اس نے کہا نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: میں نے تجھ سے بڑا بخیل نہیں دیکھا سوائے اس شخص کے جو سلام کرنے میں بخل سے کام لیتا ہے۔ (الفتح الربانی)

کسی کو سلام کرنے میں آدمی کو نہ تو کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے نہ کوئی تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ صرف زبان کو حرکت دینا ہوتی ہے۔ سلام کے ذریعے دعا دے کر انسان دوسرے کے دل کو جیت لیتا ہے، اس سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ تعلق کو بڑھاتا ہے اور اسی تعلق کے ذریعے دوسرے کا تعاون، ہمدردی اور محبت حاصل کرتا ہے۔ اگر ایک شخص سلام کرنے کیلئے بھی تیار نہ ہو اس میں بھی بخل سے کام لیتا ہو اس سے بڑا بخیل کون ہوگا؟ جس شخص نے نبی ﷺ کے ارشاد پر اپنی کھجور ہبہ نہ کی، فروخت نہ کی، اس آدمی کی بدبختی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ سلام کرنے میں بخل سے کام لینے والا ایسے شخص سے بھی بڑا بدبخت ہے، یقیناً جیسا کہ اللہ کے رسول نے فرمایا: "سلام کلام نہ کرنے والے کے خشک رویے کی کراہت کو اس سے زیادہ بہتر شکل میں بیان نہیں کیا جاسکتا"۔

☆☆☆☆☆

ہشام بن حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ ان کا چند ذمیوں پر گزر ہوا جو شام کے علاقے میں دھوپ میں کھڑے کئے گئے تھے انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ ان لوگوں کو کیوں دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ان کے ذمہ خراج کی کچھ رقم باقی ہے۔ تو اس پر انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے تھے"۔ ان دنوں فلسطین میں عمیر بن سعد امیر تھے۔ چنانچہ ہشام بن حکیم ان کے پاس گئے اور انہیں حدیث سنائی تو انہوں نے ان لوگوں کو آزاد کردیا۔ اسی طرح حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تمام لوگوں سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو لوگوں کو دنیا میں سب سے زیادہ عذاب دیتے تھے۔ (الفتح الربانی)

آنکھیں اس دور کی پھر منتظر ہیں جب کسی مسلمان ملک کے ڈپٹی کمشنر، گورنر، صدر یا وزیرِ اعظم کو کوئی آیت یا حدیث سنائی جائے اور وہ بلا چوں وچرا اس کے مطابق عمل کر دے۔

آج کے مہذب معاشروں میں جسمانی تعذیب دینے اور ٹارچر کرنے کی روایت بہت مضبوط ہو گئی ہے۔ مسلمان ممالک بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ مصر، شام، عراق، الجزائر اور دوسرے مقامات کے روح فرسا واقعات برابر علم میں آتے رہتے ہیں۔ ہمارے اپنے ملک میں پولیس کا اقبال جرم کرانے کیلئے تھرڈ ڈگری رویئے کا استعمال معلوم و معروف ہے۔ اب تو سیاسی مخالفوں کو تعذیب دینے کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ یقیناً تعذیب کا حکم دینے والے اور اس حکم کو ماننے والے اس حدیث کا مصداق ہیں کہ آخرت میں ان لوگوں کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا۔ چوری کے شبے میں گھر کے ملازموں پر مالکوں کے اپنے یا پولیس کے ذریعے مظالم اسی تعریف میں آتے ہیں، جس میں جان تک چلی جاتی ہے۔

ہمارے معاشروں میں خدا کا ذکر تو بہت ہے، لیکن لگتا ہے کہ خدا سے بے خوفی بھی بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ وابصہ بن معبد اسدی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں چاہتا تھا کہ تمام نیکیوں اور تمام گناہوں کے بارے میں سوال کر ڈالوں اور کسی نیکی اور کسی گناہ کو پوچھے بغیر نہ چھوڑوں۔ آپ کے ارد گرد مسلمانوں کی ایک جماعت تھی جو سوالات کر رہی تھی میں (جوش وخروش میں) ان سے گزر کر آگے جانے لگا، اس پر لوگوں نے کہا وابصہ نبی ﷺ سے دور رہو۔ میں نے کہا مجھے چھوڑ دو، آگے جانے دو، اس لئے کہ آپ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں کہ میں آپؐ کے قریب آجاؤں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: وابصہ کو چھوڑ دو۔ پھر فرمایا: قریب آجاؤ۔ دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا وابصہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے قریب ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ کے بالکل سامنے پہنچ کر بیٹھ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: وابصہ میں تمہیں بتاؤں جو تمہیں پوچھنا ہے یا سوال کرو گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم آئے ہو کہ مجھ سے نیکیاں اور گناہ کے بارے میں سوال کرو۔ وابصہ نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں اکھٹی کیں اور ان سے میرے سینے میں چوک دیتے ہوئے فرمایا: وابصہ اپنے دل سے پوچھو! تین مرتبہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا نیکی وہ ہے جس پر نفس مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے اور سینے میں تردد پیدا کر دے۔ اگرچہ لوگ آپ کو فتویٰ بھی دیں، (لیکن نفس میں خلش اور تردد ہو تو لوگوں کے فتوؤں کو نہ دیکھو، دل کے فتوے پر عمل کرو)۔ (الفتح الربانی)

نبی کریم ﷺ نے گناہوں سے بچنے والوں کو آسان قابل عمل نسخہ بتایا ہے۔ جس دل میں ایمان کی روشنی ہے، خدا کا خوف ہے جواب دہی کا احساس ہے، اس دل سے اچھا مفتی اور کون ہو سکتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ لوگ مشتبہ امور کو مشتبہ جانتے ہوئے بھی جواز کا فتویٰ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی مفتی کا نام لے کر پکڑ سے نہیں بچا جا سکے گا۔ نفس مطمئنہ جسے نور فراست حاصل ہو، وہ حق و باطل میں تمیز کر لیتا ہے۔

قدم بڑھایئے!

ہماری برادری میں ایسے نوجوانوں کی کمی نہیں جو اپنے تعلیمی کیریئر میں نمایاں مقام رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی دلچسپی لیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ رابطے کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کریں۔ یہ اپنی تحریر کی شکل میں بھی ہو سکتی ہے اور عملی کام کرنے کی صورت میں بھی۔ اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیجئے اور فوری طور پر ہم سے رجوع کیجئے۔

جنت کے سودے

شاہ بلیغ الدین

حضور اکرم ﷺ تلاوت کلام اللہ میں مصروف تھے۔ صحابہ کرامؓ بھی ادھر ادھر بیٹھے عبادت اور ذکر الٰہی میں لگے تھے کہ حضرت مالک بن ثعلبہؓ آئے۔ مالکؓ بڑے مالدار آدمی تھے۔ بڑے آرام کی زندگی گزار رہے تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ مالکؓ حضور اکرم ﷺ کے قریب پہنچے تو کلام اللہ کی جو آیت ان کے کان میں پڑی، اس کا مطلب ہے جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو سخت عذاب کی خبر سنا دو۔ مالکؓ نے یہ آیت سنی تو ان پر خوف طاری ہوا۔ وہ ایک طرف بیٹھ گئے، لیکن بیٹھا نہ گیا۔ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سنبھالے نہ سنبھلتے تھے۔ اسد الغابہ میں ہے، خوف نے اس قدر غلبہ پایا، کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آئے، کچھ طبیعت سنبھلی، دل و دماغ پر قابو پایا تو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا: یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، کیا یہ آیت ان لوگوں کیلئے اتری ہے جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں؟ ارشاد ہوا، ہاں! مالکؓ سمجھ دار آدمی تھے۔ دور اندیش تھے۔ روپے پیسے کی اہمیت سمجھتے تھے۔ دنیا اور دنیا کے تقاضوں پر نظر تھی لیکن ساتھ ہی خدا نے ایمان بھی دیا تھا۔ اللہ کے رسولؐ سے محبت بھی تھی اور قرآن کے کہے پر چلنے کی تڑپ بھی۔ مالک ایک کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔ کبھی نفس انگڑائیاں لیتا، کبھی ضمیر چٹکی بھرتا۔ سوچتے رہے، سوچتے رہے۔ محسوس ہوا جیسے وہ اپنی دولت کے انبار میں دھنسے جا رہے ہوں۔ اپنی ذات پر سے اعتماد اٹھتا ہوا محسوس ہوا، ذہن نے کہا: افسوس! آدمی کس درجہ اپنی دولت پر بھروسہ کرنے لگتا ہے کہ اپنے ست وبازو اور عقل کی قوت پر بھی بھروسہ باقی نہیں رہتا۔ مالکؓ نے اپنے دل سے کہا: تف ہے ایسی بے بسی پر! اللہ پاک چاہتا کیا ہے؟ یہی نا کہ اس کی راہ میں خرچ کیا جائے اور میں نے درہم و دینار جوڑ رکھے ہیں۔ انہیں گنتا رہتا ہوں اور ان کی الٹ پھیر میں دیوانہ ہوں۔ افسوس مال کی محبت نے میرا دل بھی سخت کر دیا۔ آخر مالکؓ نے دل میں ٹھان لی کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ گھر پہنچے، غریبوں، محتاجوں، مسکینوں کو بلایا اور صدقے کا سلسلہ شروع کیا۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی بات تھی۔ عذاب خداوندی سے ڈر لگتا تھا جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے۔ شام ہوتے ہوتے مالک نے سب کچھ بانٹ دیا۔ ساری دولت اللہ کی راہ میں دے دی۔ ابن اثیر لکھتے ہیں: حضور اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھے تو انہوں نے اعلان کیا تھا کہ شام ہونے تک مالکؓ کے پاس ایک دینار اور ایک درہم نہ ہوگا۔ مالکؓ نے اپنا کہا پورا کر دکھایا۔ خدا کے رسولؐ سے وعدہ جو تھا! اب کوئی انہیں دیکھتا۔ خوشی سے چہرہ چمک اٹھا تھا۔ معلوم ہوتا تھا، دونوں جہاں کی دولت ان ہی کو مل گئی ہے۔ مسند امام احمد میں ہے، حضور اکرم نے فرمایا کہ ”ابن آدم میرا مال، میرا مال کہتا رہتا ہے۔ مال ہے کیا؟ جو وہ کھا کر ختم کر دے، پہن کر پھاڑ دے یا راہِ خدا میں دے کر باقی رکھے۔ مسلم میں کچھ اور توضیح آئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ان تینوں صورتوں کے بعد جو کچھ بچ رہے، وہ اس کا کہاں، وہ تو ابن آدم دوسروں کیلئے چھوڑ جاتا ہے۔ بخاری میں ہے، فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے، کہ تین چیزیں میت کے ساتھ جاتی ہیں، مال، اہل و عیال اور اعمال، دو چیزیں لوٹ جاتی ہیں، صرف اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں۔ اعمال میں اللہ کا پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو بانٹ کر کھایا جائے۔ صحابہ کرامؓ ایک سے ایک بڑھ کر خدا ترس اور مسکینوں کا خیال رکھنے والے تھے۔ بخاری ہی میں ہے،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کسی غریب کی شرکت کے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ ایک بار انہیں مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی۔ حضرت صفیہؓ آپ کی شریک حیات تھیں۔ سنا کہ شوہر کی خواہش ہے تو فوراً مچھلی منگوائی۔ مدتوں میں یہ دن دیکھنے کا موقع آتا ہے کہ ابنِ عمرؓ کھانے کی کسی چیز کیلئے خواہش کرتے۔ بیوی نے بڑی محنت سے مچھلی پکائی۔ کھانا نکلا۔ شوہر ساتھ آبیٹھے۔ عادت تھی کہ اکیلے نہ کھاتے۔ معمول تھا کہ کوئی چیز پسند آتی تو خدا کی راہ میں صدقہ دے دیتے۔ گرما گرم سالن سامنے تھا۔ خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں کہ ایک مسکین کی آواز آئی۔ ابنِ عمرؓ تو تھے ہی اسی انتظار میں۔ اٹھے، مچھلی لی، چاہتے تھے مسکین کے حوالے کردیں کہ شریک حیات ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھیں، لیکن کیا کہتیں، کس بات سے روکتیں، کیسے شوہر کا ہاتھ پکڑ لیتیں کہ خدا کی راہ میں نہ دو! یہ بھی چاہتی تھیں کہ شوہر نے اتنی خواہش سے پکوایا ہے تو کچھ تو چکھیں۔ نیک بی بی تھیں، اٹھیں، ایک دینار نکالا، سائل کو دیا۔ مچھلی شوہر کی طرف بڑھائی۔ ابنِ عمرؓ نے دیکھا سائل خوش خوش گیا تو اللہ کا شکر ادا کیا اور مچھلی کھائی۔ ادھر حضرت صفیہؓ کو اپنی محنت کی داد مل گئی۔

ایک مرتبہ ابنِ عمرؓ بیمار پڑے۔ ان کیلئے انگور خریدے گئے۔ درہم میں پانچ انگور آئے تھے۔ ابنِ عمرؓ نے دیکھا، بہت خوش ہوئے۔ اتنے میں دیکھا سامنے سے ایک سائل چلا آرہا ہے۔ اور بھی خوش ہوگئے۔ وہ انگور اٹھا کر اس کے حوالے کردیئے۔ پسند کی چیز، اللہ کی راہ میں دے دینا بڑا کام ہے۔ صحابہ کرامؓ یہی کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ فرض پورا کرنے کیلئے بچا کھچا، جھوٹا کھوٹا دے دیا کرتے۔ چنانچہ بیمار ابنِ عمرؓ نے خواہش پر منگوائے ہوئے انگور سائل کو دینا چاہے تو لوگوں نے بہت روکا لیکن آپ نہ مانے۔ بعد میں اس سے سودا کیا گیا اور وہ انگور معاوضہ دے کر اس سے واپس لئے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان لوگوں میں سے تھے جو زکوٰۃ و خیرات کی آیتوں کو خوب سمجھتے تھے اور یہ بھی دیکھ چکے تھے کہ حضور اکرم ﷺ زکوٰۃ کیلئے کیسی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ خود بھوکے رہتے اور منہ کا لقمہ تک اٹھا کر دوسروں کو دے دیتے۔ صحابہ کرامؓ تو تھے ہی اسوہ حسنہ کے متوالے، ایک ایک سنت کی اتباع کرنے کی کوشش کرتے۔ سورۃ عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، ”لوگو! جب تک خدا کی راہ میں ان چیزوں میں سے خرچ نہ کروگے جو تم کو بہت پسند ہیں، نیکی کے درجے کو ہرگز نہ پہنچ سکوگے۔

ابنِ عمرؓ کے خدمت گار، حضرت نافع۔ طبقات میں ان کا بیان کیا ہوا ایک واقعہ ہے۔ نافع کہتے ہیں، ایک مرتبہ بیس ہزار درہم ان کے پاس آئے۔ یہ میرے سامنے کی بات ہے، فوراً بیٹھ گئے۔ ایک ایک درہم تقسیم کرکے اٹھے۔ حضور اکرم ﷺ ڈھیروں رقمیں جو غنیمت اور خراج میں آتیں، مسجد نبوی کے صحن میں رکھوا دیتے اور اس وقت تک بے چین رہتے، جب تک ایک ایک درہم تقسیم نہ ہو جاتا۔ آپ کی پیروی، ابنِ عمرؓ اپنا ایمان سمجھتے تھے۔

نافع کہتے ہیں، جب بیس ہزار درہم تقسیم کردیئے تو اس وقت کچھ لوگ آئے۔ یہ بھی سائل تھے۔ اب ان کو کہاں سے دیتے۔ گھر میں بھی کچھ نہ تھا۔ اللہ اللہ، کیا دل پایا تھا کہ سائلوں کو دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ نافع کہتے ہیں، جن لوگوں کو ہاتھ بھر بھر کر دیا تھا، ان ہی میں سے ایک دو سے کچھ رقم قرض لی اور ان سائلوں کے حوالے کی۔ نافع کہتے ہیں، میں نے دیکھا اب ان کی مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ایسے ہی خدا ترس، بے ریا، نیک نفس بندوں کے بارے میں قرآن میں آیا کہ یہ اللہ کو قرض دینے والے صاحب ایمان ہیں۔ مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً (البقرہ) کوئی ہے جو یہ سمجھ کر کہ میں خدا کو قرض دے رہا ہوں، نیک کاموں میں اپنا مال خرچ کرے اور پھر خدا اس کے مال کو اس کیلئے کئی گناہ بڑھا دے۔

اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کھانا کھانے اور پانی پینے سے متعلق سنتیں

☆ کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا (ترمذی)۔

☆ یہ نیت رکھنا کہ کھانا اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اس کی عبادت پر قوت حاصل ہونے کیلئے کھاتا ہوں (الترغیب)

☆ کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہیئے۔(ابنِ ماجہ)

☆ چند آدمیوں کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھانا۔(ابو داؤد)

☆ کھانے کے بعد ہاتھ دھوئیں اور کلی بھی کریں۔

☆ کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہو گی۔(مشکوۃ)

☆ کھانے کیلئے اکڑوں بیٹھنا (دونوں گھٹنے کھڑے کر کے) کہ سرین زمین سے اوپر رہیں یا ایک پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دوسرا گھٹنا کھڑا رہے (زادالمعاد)

☆ جوتے اتار کر کھانا

☆ کھانے کی مجلس میں جو شخص بڑا اور بزرگ ہو اس سے پہلے شروع کرانا۔(مسلم)

☆ کھانا تین انگلیوں سے کھانا ضرورت کیوقت چوتھی انگلی کو شامل کر سکتے ہیں۔(الترغیب)

☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کرنا (ابو داؤد) اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا اور دعائے مسنونہ پڑھنا۔

☆ جس نعمت کے اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے قیامت میں سوال نہ ہوگا (ابنِ ماجہ)

☆ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے اور درمیان میں یاد آئے تو اس طرح پڑھیں کہ بِسمِ اللّٰہِ اَوّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ (زادالمعاد)

☆ کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہیئے۔ شیطان کیلئے نہ چھوڑ دے۔(ابنِ ماجہ، مسلم)

☆ کھانے کے درمیان کوئی شخص آجائے تو اس سے کھانے کیلئے پوچھ لینا چاہیئے۔(ابن ماجہ)

☆ جب انگلیاں چاٹیں تو پہلے درمیانی بڑی انگلی اس کے بعد کلمہ والی اور انگوٹھا چاٹیں (طبرانی)

☆ ہاتھوں کو چکنائی لگ گئی ہو تو (دھونے سے پہلے) ان ہاتھوں کو بازوؤں اور قدموں سے پونچھ لینا چاہیئے (ابن ماجہ)

☆ ایک روایت میں اعضاء وضو پر ہاتھ پونچھنا بھی آیا ہے دستر خوان پہلے اٹھا لیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں (ابنِ ماجہ)

☆ کھانے میں عیب نہ نکالے، برا نہ کہے، پسند نہ ہو تو خاموش رہے چھوڑ دے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہی عادت شریف تھی (زادالمعاد)

☆ دستر خوان کو زمین پر بچھا کر کھانا کھانا مسنون ہے (شمائل ترمذی)

☆ دستر خوان پر گرے ہوئے ریزے اٹھا کر کھانا اور کھانے کے برتن کو خوب صاف کر کے چاٹ لینا، وہ برتن اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتا ہے، کھانے سے بھری انگلیاں چاٹ لینا سنت ہے اور بہت بڑے ثواب کی بات ہے۔

☆ کھانے سے فارغ ہو کر کوئی دعائے مسنونہ پڑھنا۔

اس دعا کے پڑھنے سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اَلحَمدُ

لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا وَ رَزَقَنِیْہِ وَمِنْ غَیْرِ حَولٍ مِنّیِ وَلَا قُوَّۃَ (ابوداؤد)

☆ کسی دوسرے کے دستر خوان پر کھانا کھائے تو اس کے لئے دعا کرنا۔ اَلّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمْنَا وَاسْقِ مَن سَقَانَا اَلّٰھُمَّ بَارِك لَھُم فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَارْزُقْھُمْ خَیْراً مِنْہُ (زادالمعاد)

☆ دائیں ہاتھ سے پانی پیو کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان پانی پیتا ہے۔(مسلم)

☆ تین سانس میں پانی پینا چاہیئے (اور سانس برتن سے منہ الگ کر کے لینا چاہیئے۔ (ترمذی)

☆ پینے کی چیز میں پھونک نہ مارنا چاہیئے۔(ابوداؤد)

☆ آبِ زم زم کھڑے ہو کر پینا چاہیئے (ترمذی)

☆ رات چھوارے یا انگور پانی میں بھگو کر رکھ دیں اور صبح ان کا پانی پینا (اسے نبیذ تمر یا نبیذ عنب کہتے ہیں) (ترمذی) باسی یعنی رات کا رکھا ہوا پانی دِن کو پینے میں استعمال کرنا سنت ہے (بخاری)

☆ جب برتن نہ ہو تو ہاتھ کی ہتھیلیوں کو ملا کر چلو سے پانی پینا سنت ہے (ترمذی)

☆ حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ گرم کھانے اور اسے بگھار دینے کو برا جانتے اور فرماتے ٹھنڈا کر کے کھانا کھاؤ کیونکہ اس میں برکت ہے اور حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کر رکھتے جب تک اس کا جوش نہ ختم ہو جاتا۔ اور فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔ (دارمی۔مدارج النبوۃ)

اللہ تعالٰی ہمیں سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

قرآن کی فریاد

مولانا ماہر القادری

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویز بنایا جاتا ہوں، چھو چھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو، کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں ، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول و قسم لینے کے لئے، تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ، ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں، آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو میں اک اک جلسہ میں، پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکہ ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں، سو بار رلایا جاتا ہوں
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں، کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

☆☆☆☆☆☆

مولانا سید محمد اصلح الحسینی

انٹرویو : سید ضیاء الدین جامعی   ترتیب و تحریر : صوفیہ عفیفہ الحسینی

گلاؤٹھی ضلع بلند شہر (UP) ایک مشہور قصبہ ہے بعض تاریخی شواہد کی بنا پر پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کے دوران آباد ہونا شروع ہوا ۔ یہاں کے بعض خاندانوں کی تاریخی دستاویزات سے معلوم ہوتا ہے کہ مغل شہنشاہ اکبر کے دور میں انکی بعض سر برآوردہ شخصیات کو شاہی جاگیروں اور اعلی سرکاری عہدوں سے نوازا گیا ۔ قدیم زمانہ ہی سے نواح دہلی کا یہ مردم خیز خطہ ممتاز علماء ادباء شعراء اور دانشوروں کی آماجگاہ رہا ہے اور قصبہ گلاؤٹھی اور اسکی نواحی بستیوں سینٹھ گٹھاؤلی مالا گڑھ کی بعض ممتاز شخصیات نے شہرت و اعتبار کا ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے ۔

ہم نے اپنے تارئین کو گلاؤٹھی اور اسکی نواحی بستیوں کی بعض ممتاز شخصیات سے متعارف کرانے کا سلسلہ شروع کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے گلاؤٹھی کے ممتاز عالم دین و دانشور اور سیاسی رہنما مولنا سید محمد اصلح الحسینی کے حالات پیش کر رہے ہیں جو ہمیں مختلف اوقات میں موصوف سے دوران گفتگو معلوم ہوئے ۔ امید ہے ہمارے قارئین یہ سلسلہ پسند فرمائیں گے ۔

مولانا سید محمد اصلح الحسینی 25 دسمبر، 1913 کو سادات گلاؤٹھی کے ممتاز گھرانے میں پیدا ہوئے ۔ آپ کے والد مولوی حکیم سید محمد صالح اس قصبے کی ایک ممتاز شخصیت تھے ۔ جنھوں نے دینی تعلیم مقامی دینی مدرسے ،، منبع العلوم ،، میں حاصل کی تھی ۔ یہ مدرسہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دارالعلوم دیوبند سے تقریباً ۴ سال بعد ۱۲۸۷ھ میں قائم کیا گیا تھا۔ آپ کے والد صوفی محمد حسن نقشبندی اس مدرسے کے پہلے مہتمم اور مولانا محمد قاسم کے نہایت قریبی عزیز پیر جی عبداللہ اس کے پہلے صدر مدرس تھے۔

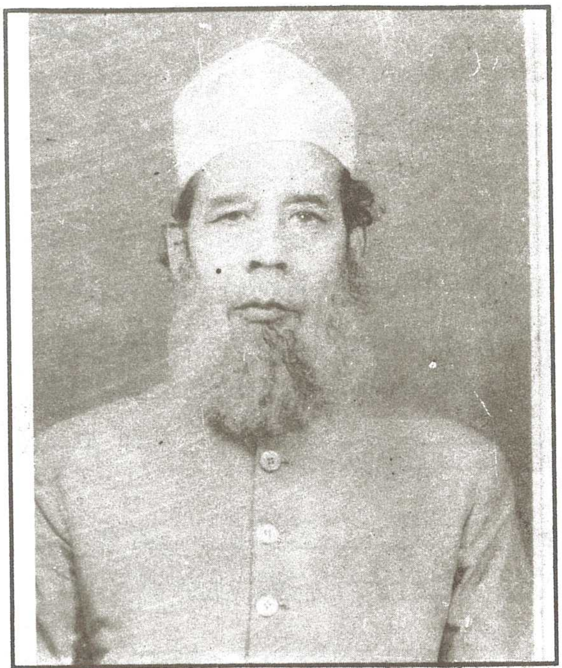

حکیم صاحب موصوف قدیم شاہی فرامین اور اعلیٰ علمی اور روحانی وابستگیوں کی وجہ سے ریاست حیدر آباد اور ریاست بھوپال کے وثیقہ دار تھے اور اس قصبے میں بلامعاوضہ طبی خدمات انجام دیتے تھے۔

مولانا سید اصلح الحسینی نے بھی اس عربی مدرسے (منبع العلوم) میں اپنی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد دار العلوم دیوبند سے درس نظامی کی تکمیل کر کے امتیاز کے ساتھ سند فضیلت حاصل کی۔ تحصیل علوم کے اس زمانے میں آپکو عالم اسلامی کے مشہور اور ممتاز علماء شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ (شیخ الحدیث) مولانا ابراہیم، مولانا رسول خان صاحب جیسے اساتذہ علوم عقلیہ اور مولانا اعزاز علی صاحب جیسے استاذ فقہ و ادب کی خصوصی توجہ سے علمی و روحانی فیوض حاصل کرنے کا شرف حاصل رہا۔ دار العلوم کے بعد پنجاب اور الہ آباد کی یونیورسٹیوں سے مشرقی علوم کے اعلیٰ امتحانات خصوصی امتیازات کے ساتھ پاس کئے۔ اسی دوران کچھ عرصہ آپ نے بھوپال میں قیام کیا اور ریاست کے قاضی محمد حسن مرادآبادی کے زیر تربیت فقہ اسلامی میں تخصص پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور قاضی صاحب موصوف کی اس خصوصی توجہ کی وجہ سے نواب حمید اللہ خان مرحوم نے بھوپال کی شرعی عدالت عالیہ (مجلس علماء) کے رکن کے منصب پر فائز کیا مولانا سید محمد اصلح الحسینی کو ابتداء ہی سے سیاسیات سے دلچسپی تھی۔ جو انہیں وراثت میں ملی تھی۔ ان کے والد کے دادا میر عنایت علی مرحوم کو 1857ء کی جدوجہد آزادی کے سلسلے میں مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

ان کے روحانی رشتوں کے سلسلے میں بھی ان کے دادا پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور ان کے مرید مولانا رشید احمد گنگوہی اور ان کے بعد شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی جہاد آزادی کے سلسلے میں مصائب و مشکلات کا نشانہ بنے تھے۔ (جنکی الگ مفصل تاریخ ہے۔) اسی تسلسل میں 22-1920ء کی تحریک خلافت میں پچھلی صف کے معاون و مددگار کی حیثیت سے ان کو بھی مصائب و

مشکلات پیش آئیں اور 20 جون 1922ء کو جرمنی اور خلافت عثمانیہ کے ساتھ خفیہ روابط کے شبہ میں ان کے مکان پر چھاپا پڑا تھا۔

اس پس منظر کے نتیجے میں مولانا سید محمد اصلح الحسینی نے 1930-32ء کی تحریک آزادی میں حصہ لیا اور جمعیت علماء ہند کے پلیٹ فارم سے جولائی 1933ء میں مولانا عبدالحلیم صدیقی کی رہنمائی میں نکلنے والے ایک جلوس میں گرفتار ہوئے اور سزایاب ہوکر لاہور بورسٹل جیل سے اسی سال دسمبر میں رہا ہوئے۔

مولانا اپنی نواسی کی رسم آمین کے موقع پر اپنے بھائی مفتی اکمل واسطی (مرحوم) کے ساتھ

اس سیاسی جدوجہد اور کم عمری کی بنا پر بھوپال کی مجلس قانون ساز میں ایک ہندو مہا سبھائی لیڈر راجہ اودھ نرائن نے مجلس علماء کے اس پروقار منصب پر اعتراض اٹھایا اور وزیر امور مذہبی سردار مسعود نے جو اس زمانے میں بھوپال میں ریاست کے وزیر تھے آپ کے تقرر کے احکامات واپس لینے کی سفارش کی لہذا والئ ریاست کی طرف سے احکام تقرر واپس لینے کی وجہ سے آپ بددل ہو کر واپس دہلی آگئے۔ دہلی میں قیام کے دوران آپ نے مولانا احمد سعید ناظم جمعیت علمائے ہند کے ادارہ تصنیف المعتمر المصدقین اور مولانا حفظ الرحمٰن و مفتی عتیق الرحمٰن کی ندوۃ المصنفین قرول باغ دہلی میں ترجمہ و تالیف کی خدمات انجام دیں۔ اسی دوران الجمعیت دہلی کے ادارہ تحریر سے وابستہ ہوئے اور صدر جمعیت علمائے ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی ناظم جمعیت کی رہنمائی میں جولائی 1939ء تک صحافتی و ادارتی خدمات انجام دیتے رہے۔

ستمبر 1939ء میں دوسری جنگ عظیم شروع ہونے والی تھی۔ اس ضمن میں ہندوستان میں تحریک آزادی کے خلاف پیش بندیوں کے طور پر جمعیت العلمائے ہند کے اخبار الجمیعت سے ایک بھاری ضمانت طلب کی گئی جس کے نتیجے میں اخبار بند ہوگیا۔ تو مولانا ابوالمحاصل محمد سجاد نائب امیر شریعت بہار نے جو جمعیت علمائے ہند کے اہم مرکزی رہنماؤں میں سے تھے۔ آپ کو Independent Party Behar کے ترجمان اخبار الہلال کی ادارت (Edi-tor) کے عہدہ کے لئے منتخب فرمایا اور آپ دہلی سے پٹنہ (بہار) چلے گئے۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے "زم زم" لاہور اور "المدینہ" بجنور اخبارات کے ادارۂ تحریر سے وابستہ رہے۔ اس دوران آپ کی ملاقات مولانا سید ابوالاعلی مودودی سے بھی ہوئی ان سے قریبی تعلق رہا اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کے مواقع ملے۔

مولانا احمد علی لاہوری بھی جو مشہور روحانی پیر اور مفسر تھے ان سے روحانی فیض حاصل ہوا۔

لاہور قیام کے دوران مولانا آزاد سے ایک طویل ملاقات کے دوران مسلم ہندوستان کی سیاست کے بارے میں کافی مفصل

گفتگو رہی اور مسلم سیاست اور روایات سے استفادہ کا موقع ملا۔

کچھ عرصے بعد صحافت سے دست کش ہو کر آپ نے پھر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کا شغل اختیار کیا، اس سلسلے میں سب سے پہلے آپ نے دارالعلوم دیوبند کے شعبہ تدریس میں ملازمت اختیار کی اور اس کے ساتھ ہی بعض تصنیف و تالیف کے اداروں کے لئے مختلف کتابوں کے ترجمے و تالیف کی خدمات انجام دیتے رہے۔

ان تمام علمی مشاغل کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست سے ان کی دلچسپی بر قرار رہی اور جمعیت علمائے ہند اور صوبہ یوپی (UP) کے رکن کی حیثیت سے اور دیگر مختلف حیثیتوں میں اہم ذمہ داریاں انجام دیتے رہے اور 48-1939 کے درمیانی عرصے تک ان کے علمی و سیاسی مشاغل بر قرار رہے۔ ان علمی و سیاسی مشاغل کے دوران انہیں بین الاقوامی اور عالم اسلام کی ممتاز ترین شخصیات کے قریب رہنے اور ان کو سمجھنے کا موقع ملا۔ آپ نے کانگریس اور مسلم لیگ کے سیاسی جلسوں میں شرکت اور آزادی کی تحریک میں حصہ لیا۔

جولائی ۱۹۴۸ء میں آپ پاکستان آئے اور اپنے تمام سیاسی مشاغل کو ترک کر کے خالص علمی و دینی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ ایک مختصر عرصے کے لئے آپ نے کراچی کے ایک مشہور ہائی اسکول میں ملازمت اختیار کی اور چند ہی مہینے بعد حکومتی نشریاتی ادارے ریڈیو پاکستان سے وابستہ ہو گئے اور یہاں سے آپ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا اور مختلف زبانوں پر عبور کی وجہ سے خارجی نشریات کی بہت سی اہم ذمہ داریاں آپ کو سونپی گئیں۔ لیکن ملکی نشریات میں بھی تفسیر قرآن اور قرآن ہماری زندگی کے مضوعات پر جو نشری خدمات انجام دی ہیں۔ وہ علمی حلقوں میں نہایت قدر کی نظروں سے دیکھی جاتی ہیں۔ جس کا سلسلہ نشریاتی اداروں سے یعنی ریڈیو، ٹی وی سے اب تک جاری ہے۔

علمی و دینی خدمات کے سلسلے میں اندرون ملک اور بیرون ملک دوروں کا بھی اتفاق ہوا۔ اور مدینہ منورہ کے ایام کے دوران آپ کو محدث کبیر مولانا بدر عالم نقشبندی مولف فیض الباری شرح جامع بخاری سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ اور مولانا نے غیر معمولی شفقت و محبت سے اس حد تک توجہ فرمائی کہ ان کے قریبی عزیز آپ کو مولانا بدر عالم کا محبوب کہنے لگے۔

اسلامی تصوف اور فلسفہ تصوف میں آپ کی گہری نظر ہے اور اس سلسلے میں وجود و شہود جیسے مشکل موضوعات پر آپ سے استفادہ کیا جاتا ہے۔

آپ کا نام پاکستان خصوصا کراچی کی علمی، ادبی اور دینی مجالس میں عزت واحترام سے لیا جاتا ہے اور آپ کی معلومات اور علم سے بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا ہے۔ جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

حلقہ علم و ادب میں آپکے مختلف ملکوں کے سفارتکاروں کے ساتھ نیز مشہور و معروف ادیب، تنقید نگار سلیم احمد، احمد ہمدانی، افتخار احمد مدنی، اسلم فرخی، جمال پانی پتی جیسے کئی مشہور شخصیتوں سے علمی وادبی روابط ہیں۔

مولانا کی ایک دینی و علمی ادبی وسیاسی زندگی کے علاوہ ایک خاندانی اور گھریلو زندگی بھی ہے۔ آپ کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے جو مختلف سرکاری و نیم سرکاری اداروں سے وابستہ ہیں۔

اگرچہ ضعیف العمری کیوجہ سے اب علمی وادبی اور مذہبی روابط میں وہ پہلی سی گہما گہمی نہیں رہی۔ لیکن اب بھی مخلصانہ طبعیت اور جذبہ محبت و شفقت کا یہ عالم ہے کہ اپنا ہو یا پرایا کوئی بھی کسی بھی وقت اور کسی بھی موضوع پر انکی ذات سے فیضیاب ہونا چاہے تو آپ اسے ہر ممکن طریقے سے مطمئن کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

آئندہ شمارے میں انشاء اللہ
ڈاکٹر سید ظفر زیدی کا انٹرویو پیش کیا جائے گا۔

تعارف اراکین ادارہ اخوان السادات

آہ! شمیم احمد واسطی

تحریر: سید شفیق احمد واسطی

ایسی نوجوانی میں اللہ کو عزیز ہوا کہ مرحوم لکھتے ہوئے قلم لرز رہا ہے۔ میرا بیٹا تھا، اکلوتا تھا۔ ۳۱ جنوری ۱۹۹۹ کو تقریباً ایک بجے دن دل کا شدید حملہ ہوا اور اس نے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر لیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اس لئے نہیں کہ وہ میرا بیٹا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بہت ہی نیک اور راستباز لڑکا تھا۔ حد درجہ اطاعت گزار بیٹا۔ نہایت مہربان اور محبت کرنے والا شوہر۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے سب کچھ کر گزرنے والا باپ۔

پہلی جنوری 1962 کو پیدا ہوا۔ پانچویں کلاس تک حیدر آباد (سندھ) میں تعلیم حاصل کی میٹرک فار قلیط گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول ناظم آباد سے کیا اور بی کام شپ اونرز کالج نارتھ ناظم آباد سے کیا۔ 1983 میں عزیزی سید ضمیر حسن واسطی کی نورِ نظر فرح واسطی سے شادی ہوئی اور باری تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کئے جنکا شمار سینٹ پال ہائی اسکول کے ذہین طلباء میں ہوتا ہے۔

چھ بہنوں کا اکلوتا بھائی۔ بہنوں کی آنکھوں کا تارا اور بہنوں سے محبت کرنے والا بھائی۔ پوری فیملی خواہ وہ بہنوں کے گھرانے ہوں یا سسرال کے گھرانے۔ ملنے جلنے کا ایسا رکھ رکھاؤ کہ دیکھنے سے جی خوش ہو۔ سب سے وہ خوش اور سب اس سے خوش۔

1984 میں نیشنل ریفائنری لمیٹڈ میں سروس میں داخل ہوا اور آخری دم تک اسی ادارے سے وابستہ رہا۔ وہاں کے اسٹاف میں اتنا ہر دلعزیز کہ ہر شخص کی زبان پر شمیم واسطی ہی کا نام تھا۔ مرحوم بحیثیت "فورمین" فائز رہا اور نوکری جاری ہی میں انتقال ہوا۔ 1994 میں میڈیکل ٹیسٹ وغیرہ کے نتیجہ میں علم ہوا کہ اس کے گردے پوری طرح کام نہیں کر رہے ہیں۔ جو کچھ کیا جاسکتا تھا۔ اس میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی۔ 12 فروری 1999 کو لاہور میں ٹرانسپلانٹ ہونا قرار پایا۔ لیکن اللہ کی مصلحتیں وہی بہتر جانتا ہے کہ 31 جنوری کو وہ ہم سے جدا ہو گیا۔

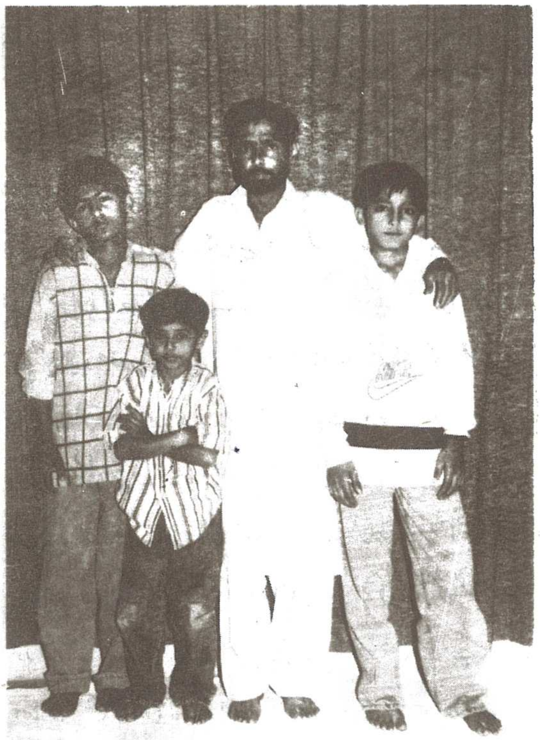

سید شمیم احمد واسطی مع اپنے تینوں بیٹوں
سید نور احمد واسطی، سید محمد احمد واسطی اور سید عمر واسطی کے ساتھ

زیادتی ہوگی اگر میں یہ اظہار نہ کروں کہ اسکی بیماری کے دوران فرح نے اتنی خدمت کی کہ اسے مثالی خدمت کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا اور دل کی گہرائیوں سے میں اس کے اور بچوں کیلئے دعا گو ہوں۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں دو بار گلاؤٹھی گیا اور گلاؤٹھیوں کا ایسا عاشق رہا کہ گلاؤٹھی سے اپنے تعلق کو ہمیشہ دل سے لگائے رکھا۔ بچوں سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ اس سال آم کھانے گلاؤٹھی چلیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا۔

میرا بہت ہی پیارا بیٹا مجھ سے جدا ہو گیا۔ دست بہ دعا ہوں کہ باری تعالیٰ ہمیں صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

ادارہ شفیق احمد واسطی صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے، جنت میں اعلیٰ مقام عطا ہو اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

اشتہارات

ادارہ اخوان السادات نے جناب عثمان غنی راشد کی سربراہی میں مارچ ۱۹۹۶ء کو پہلی مرتبہ فیصلہ کیا کہ ممبران سے رابطے کی کوئی صورت ہونی چاہئے اور اسی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا کہ سہ ماہی ایک رپورٹ اپنے ممبران کو جاری کی جائے۔ پہلا "رابطہ" ایک خط کی صورت میں "جناب صفدر علی صاحب" نے جاری کیا۔ پھر اس کو صفحات پر شائع کرنا شروع کیا اور اس کے تمام اخراجات ادارہ خود برداشت کرتا رہا۔ اب پہلی مرتبہ 24 صفحات پر مشتمل یہ رابطہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نہ صرف اس کے تمام اخراجات "رابطہ کمیٹی" اشتہارات سے پورا کرے گی بلکہ اس کو آمدنی کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرے گی اور اس کے لئے آپ سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔ اپنے وسائل استعمال میں لایئے اور اپنے اثر و رسوخ سے اپنے رابطے کے لئے اشتہارات حاصل کیجئے۔ اپنے کسی عزیز کے نام سے آدھا صفحہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس سے اپنے عزیز کے ساتھ محبت کا اظہار بھی ہو جائے گا اور رابطہ کی مدد بھی۔

سید منصور احمد واسطی

سیدّ محمود احمد واسطی (مرحوم) کے بیٹے "سیدّ منصور احمد واسطی" آپ ہمارے تاحیات ممبر ہیں۔ آپ کے آٹھ بہن بھائی تھے۔ بڑی بہن ارشاد فاطمہ، بھائی سید محمد احمد واسطی (جو ہمارے ادارے کے صدر بھی رہ چکے ہیں) اور سیدّ خورشید احمد واسطی کا انتقال ہو چکا ہے۔

21 ستمبر 1933 کو گلاؤٹھی میں پیدا ہوئے۔ 1951 میں بہاولنگر سے میٹرک کیا۔ بی۔ اے کراچی سے 1985 میں کیا۔ ES-SO میں ملازمت اختیار کی۔

آپ کی شادی وصفیہ واسطی سے 1965 میں ہوئی۔ عرشیہ واسطی آپ کی اکلوتی بیٹی ہیں جو 1976 میں پیدا ہوئیں۔ آجکل N.E.D. سے Computer Engineering کر رہی ہیں۔ کلفٹن میں رہتے ہیں۔ فون نمبر 5867715 ہے۔

سید ریاض الدین احمد ریاض

سابق مدیر اعلیٰ مجلّہ (الصادق)

سابق صدر شعبہ اردو صادق پبلک اسکول بہاولپور

تحریر: سیدہ رخسانہ واسطی

زندگی کا زیادہ وقت درس و تدریس میں گزرا کم عمری سے ہی بہت ذہین تھے اس کی مثال گلاؤ ٹھی میں قیام کے دوران برادری کے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے سے ملتی ہے۔ ان کے شاگردوں میں منصور عاقل صاحب اور انڈیا میں نسیم صاحب سر فہرست ہیں۔ پبلک اسکول کے ہونہار شاگردوں میں عبدالستار لائیکا اور نادر عقیل موجودہ ڈپٹی کمشنر خان پور شامل ہیں۔ ریاض الدین صاحب نے کراچی کے تعلیمی ادارے ہیپی ڈیل، عثمانیہ اسکول، ڈیسنٹ اسکول، عائشہ باوانی اور بیکن ہاؤس میں معلم کے فرائض انجام دیئے۔ صادق پبلک اسکول بہاولپور میں سترہ سال درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تقریری مقابلوں، ڈراموں، بچوں میں مضمون نویسی اور خوشخطی کے مقابلوں کے لئے ایک سوسائٹی بنائی۔ بہترین معلم اور بہترین منتظم رہے۔ جناب سید ریاض الدین احمد مرحوم محترم جناب حافظ سید شفیع الدین صاحب مرحوم کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کی سب سے بڑی بیٹی مرحومہ نواب بانو کے دس برس کے بعد ان کے بیٹے راجہ بہاولپور میں پیدا ہوئے اور اپنے خاندان والوں کی آنکھوں کا نور بنے۔ عہد طفلی میں بہت لاڈ پیار کی شاہانہ زندگی گزاری۔ اپنے بزرگوں کے ہر دلعزیز رہے۔ ان کے چچا مرحوم رفیع الدین صاحب اور دوسرے چچا مرحوم نظام الدین کے بڑے لاڈلے تھے۔ والد صاحب چاہتے تھے کہ راجہ صاحب ڈاکٹر بنیں۔ ابتدائی اور اعلی ثانوی تعلیم SD اسکول بہاولپور میں حاصل کی پھر والد محترم نے بیٹے کو ڈاکٹر بنتا دیکھنے کی غرض سے علی گڑھ میں قیام کے دوران تمام سہولتیں مہیا کیں مگر راجہ صاحب ادبی ذوق کے مالک تھے اس لئے سائنس کی طرف توجہ نہ دی اور اس دوران حالات زمانہ سے ان کی نفسیات پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ آخر کار ناکامی کی صورت میں پاکستان آکر بہاولپور میں قیام پذیر ہوئے۔ دوران ملازمت وہاں رہ کر ادیب عالم اور ادیب فاضل کیا پھر ایس سی کالج بہاولپور سے گریجویشن کیا اس دوران چنگی میں محرر رہے۔ تمام زندگی رزق حلال کو ترجیح دی اس وجہ سے جلد چنگی کی ملازمت ترک کر دی۔ پھر محکمہ خوراک میں ملازمت کی مگر رشوت کی ملاوٹ سے بچنے کی وجہ سے علیحدگی اختیار کی۔ شاعری عہد جوانی سے کرتے تھے اور مشاعرے بھی کراتے کچھ بننے کا جنون تھا۔ تمام مشکلات کا بہت عزم و ہمت سے مقابلہ کیا پھر کراچی مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آئے انگریزی میں ایم اے کرنے کی غرض سے سال اول کا امتحان پاس کیا دوسرے سال کا معاشی قلت کی وجہ سے داخلہ نہ لے سکے مگر ہمت نہ ہاری۔ دوران ملازمت سات بچوں کے ساتھ ایم اے اردو کیا کراچی میں بھی رزق حلال کو ترجیح دی۔ پھر بہاولپور صادق پبلک اسکول میں اردو کے لیکچرار کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ ان کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے پرنسپل خان انور سکندر خان نے صدر شعبہ اردو بنایا۔ شاعری سے لگاؤ تھا۔ کافی غزلیں اور نظمیں لکھیں خود دار بہت تھے۔ خوشامد بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ کبھی کبھی میں ان سے کہتی کہ دو ٹکے کے شاعر مشہور ہو رہے ہیں آپ ٹی وی مشاعروں میں کیوں نہیں جاتے؟ مرحوم کہتے: کہ لوگ مجھے تلاش کریں میں لوگوں کے پیچھے نہیں دوڑوں گا۔ میں ٹوٹ سکتا ہوں جھک نہیں سکتا اردو، فارسی، انگریزی، سرائیکی، پنجابی پانچ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ والد صاحب بہت پر خلوص مہمان نواز اور تیمار دار تھے۔ محلّہ اسلام نگر کا کوئی بچہ غلط کام کرتا تو ناراض ہوتے اگر کوئی بیمار ہوتا تو تیمارداری کرتے۔ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ برادری سے تعلق کی بنیاد پر ہر عزیز راجہ صاحب کے غریب خانے میں رہ سکتا تھا۔

کم مائیگی میں بھی دستر خوان وسیع تھا۔ ریٹائر ہونے کے بعد کراچی میں سکونت اختیار کی۔ نہ جانے ہم کہاں کھوگئے ہیں آج

کے دور میں ہمارا فخر، غرور، تکبر رہ گیا ہے جب کہ یہ دنیا عارضی ہے عاجزی اور انکساری اللہ اور اس کے رسولؐ کو پسند ہے۔ پہلے ہمارے بزرگ رشتوں کے تعلق سے ملتے تھے مگر آج اسٹیٹس کے بھور میں ایسے پھنسے ہیں کہ نئی نسل برادری کے تصور کو بھی بھولتی جارہی ہے۔ والد صاحب کا انتقال 27 ستمبر 1996ء بروز جمعۃ المبارک ہوا اور اس طرح یہ سورج بھی غروب ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ ان کی اولاد میں سب سے بڑے بیٹے سید جاوید ریاض جوان کی زندگی میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے، دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے سوگوار چھوڑے۔ والد صاحب مرحوم کی آخری ایام کی بہت پسندیدہ غزل پیش کررہی ہوں امید ہے پسند آئے گی۔

"غزل"

اگر محو خیال جلوہ جاناں نہ ہو جائے
تو منزل طور کی میرا دل ویرانہ ہو جائے

نہ رکھ صیاد گلشن میں قفس برگشتہ قسمت کا
کہیں ایسا نہ ہو سارا چمن ویرانہ ہو جائے

ہوا کو بیر ہے مجھ سے، ہیں دشمن آندھیاں مری
جہاں پر آشیاں رکھ دوں وہیں ویرانہ ہو جائے

فقط اس آسرے پر رات کاٹی شمع نے رو کر
کہ شاید صبح تک زندہ میرا پروانہ ہو جائے

سحر تک شمع نے رو رو کر اشکوں سے لگن بھر دی
یہ مقصد تھا کہ غسل میت پروانہ ہو جائے

تیرے قربان جاؤں، تو بنادے ایسا دیوانہ
جسے دیوانگی میں دیکھوں ، دیوانہ ہو جائے

پاکستان کی ایٹمی قوت

شاعرہ قیصر زیدی

شکر ہے اللہ تیرا ہم ترقی کر گئے
ہم نے جب ایٹم بنایا دنیا والے ڈر گئے

ہے بہادر قوم، پاکستان کی
ہے گردن جھکادی، ہندوستان کی

اس برس جو آئی ۲۸ مئی
یہ خبر پھر ساری دنیا میں گئی

کل کیا تھا جو دھماکہ اہل ہندوستان نے
دے دیا اس کا جواب ایک ملک پاکستان نے

مل گیا ہے آج ہم کو اپنی محنت کا صلہ
ایٹمی دنیا میں ہم کو ساتواں درجہ ملا

دنیا والو! دیکھ لو یہ شان پاکستان کی
ایٹمی قوت ہے پہلی عالم اسلام کی

ہم نے ایٹم بم بنا کر نام پیدا کردیا
ہم کسی سے کم نہیں دنیا پہ ثابت کردیا

اب ایٹمی طاقت میں ہم کمزور نہیں ہیں
کٹ جائے جو آسانی سے وہ ڈور نہیں ہیں

اس پاک وطن سے جو کوئی جنگ کرے گا
ایٹم کا جواب پھر اسے ایٹم سے ملے گا

اس پاک سر زمین کو یہ دعا دیتی ہے قیصر
ہم ایٹمی قوت میں ہوں ہر ملک سے بہتر

سید ظفر الدین احمد

آپ ۱۹۱۲ میں بلند شہر کے مشہور قصبے گلاؤٹھی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید شریف الدین تھا۔ میٹرک تک کی تعلیم گورنمنٹ اسکول بلند شہر سے حاصل کی۔ بارہویں جماعت (انٹر) کا امتحان علیگڑھ سے پاس کیا۔ پھر اسی یونیورسٹی سے (B.sc) اور (B.Ed) کا امتحان پاس کیا جس میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد جغرافیہ کے مضمون میں (M.Sc) کیا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۴۱ میں افغانستان چلے گئے ۱۹۴۸ تک Education Advisor رہے۔ ۱۹۵۰ میں لاہور واپس آئے اور جلد ہی نواب شاہ کے ایک اسکول، مسلم ہائی اسکول میں Head Master کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اس کے ساتھ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور (M.Ed) کی ڈگری بھی حاصل کی۔ ۱۹۶۳ میں کراچی آئے اور یہاں (V.M. Public School) میں پرنسپل کی حیثیت سے تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۹۷۲ میں سارے اسکول قومیائے گئے جس کے بعد ۱۹۷۴ میں جامعہ ملیہ میں Training دینے کیلئے چلے گئے اور اس طرح ۱۹۷۵ میں ریٹائر ہوگئے۔ تدریس کے شعبہ سے وابستہ بہت سے علوم میں کامیابیاں حاصل کیں۔ تدریس کے دوران دو کتابیں

۱۔ منافع الاعضاء **Human Physiology**

۲۔ اصولِ صحت First Aid

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کے لئے لکھیں۔ اس کے علاوہ بے شمار دینی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں۔ ان کتابوں کی تعداد ۳۳ کے لگ بھگ ہے جن کے مختلف موضوعات ایمان، جہاد، بدعت، اسلامی اخلاق، پردہ، قرآن سائنس کی روشنی میں، الصلوۃ، تصوف، انسان اور کائنات اور زیارت قبور قابلِ ذکر کتابیں ہیں۔ آپ کا سب سے اہم کام خاندان کا شجرہ مرتب کرنے کا ہے۔ آپ ادارہ اخوان السادات کے بانیوں میں سے ایک ہیں اور ادارہ کے تاحیات ممبر ہیں۔

آپ کی اہلیہ نسیم فاطمہ، قاضی نذیر احمد (مرحوم) کی صاحبزادی ہیں دو بیٹے سعودی عرب میں مقیم ہیں جو انجینئر اور ڈاکٹر کے عہدے پر فائز ہیں۔ جبکہ پاکستان میں ایک بیٹا (P.I.A.) میں اور دوسرا ڈاکٹری کے پیشہ سے وابستہ ہے۔ بیٹیوں میں بڑی پروفیسر کے عہدے پر فائز ہیں اور دوسری بیٹی استاد کی حیثیت سے ایک اسکول سے منسلک ہیں۔

۸۵ سالہ مسلسل جدوجہد کے بعد ان ایام میں قرآن پاک سے فیض یاب ہو کر بے شمار کتابوں کی تحریر میں مصروف ہیں اور اپنی جماعت اخوان السادات کیلئے دعاگو ہیں۔ آپکا فون نمبر 6632264 اور آپ کا پتہ A-190/D نارتھ ناظم آباد، کراچی ہے۔

سید مظفر احمد ضیاء

غزل

بہاروں کو خزاں کا غم جو پہلے تھا سو اب بھی ہے
چمن میں گریہ شبنم جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

نظر کو اب بھی ہیں محرومیِ دیدار کے صدمے
دلوں میں یاس کا عالم جو پہلے تھا سو اب ہے

عنادل کو وصالِ گل میسر ہو تو کیونکر ہو
کہ آئین چمن ہمدم جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

خزاں گذری بہار آئی ضیا لیکن نہ جانے کیوں
یہ اپنا دل رہین غم جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

تقریب عید ملن

صفدر علی

جیسا کہ آپ لوگوں نے مجھے ادارہ اخوان السادات گلاوٹھی کا معتمد چنا میں آپ لوگوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی ۲۲جنوری ۹۹ ء بروز جمعۃ المبارک PPMA میرج گارڈن میں عید ملن کی تقریب ہوئی اور آپ سب لوگوں نے شرکت بھی کی اور ہر سال کی عید ملن میں اور اس سال کی عید ملن میں فرق بھی محسوس کیا ہوگا۔ اس مرتبہ عید ملن کے موقع پر کچھ اسٹال بھی لگائے گئے تھے۔ مثلاً صحت کا جس پر خون کی تشخیص وغیرہ بلڈ پریشر چیکنگ، کولڈ ڈرنک، چائے، پان چھالیہ، وغیرہ کے اسٹال تھے۔

بچوں کے لئے فینسی ڈریس شو، معلوماتی پروگرام اور ذہین بچوں بچیوں کے لیے نقد انعامات وغیرہ اور آخر میں کھانے کا انتظام کیا گیا جس میں ہر سال سے ہٹ کر زیادہ چیزیں تھیں کسی کو کوئی شکایت نہ ہوئی۔ اس سارے انتظام میں میرے ساتھیوں۔ محترمہ ریحانہ سیف صاحبہ، ضیاء الدین جامی صاحب، وسیم ہاشمی صاحب، خرم نظام صاحب، عثمان غنی صاحب آگے آگے رہے۔ اس سال بھی اس تقریب کو ادارہ پر اخراجات سے دور رکھا گیا اور اراکین مجلس منتظمہ نے یہ اخراجات برداشت کیئے بہر حال میں اپنے تمام ساتھیوں کو خاص طور پر مبارک باد دیتا ہوں اور آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے عید ملن میں شرکت کی۔

یسری سیف نے فینسی ڈریس شو میں پہلا انعام حاصل کیا۔

فینسی ڈریس شو مقابلے میں
شریک بچہ سید وجیہہ الدین احمد
اپنا انعام لیتے ہوئے

تقریب عید ملن کے خصوصی مہمان زاکو باٹن
صدر ادارہ جناب سید محبوب حسن واسطی سے
انعام لیتے ہوئے، ساتھ معتمد ادارہ
سید صفدر علی صاحب بھی موجود ہیں۔

فینسی ڈریس شو کی تقریب میں انعام دینے والے جج (دائیں سے بائیں)
بیگم سید محبوب حسن واسطی، بیگم سید جمال واسطی اور سید عثمان غنی راشد

فینسی ڈریس شو میں شریک بچوں کا گروپ فوٹو

فینسی ڈریس شو کے مقابلے میں ایک بچی

فینسی ڈریس شو میں شریک صبا ضیاء کا ایک خوبصورت پوز

ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی
کے عہدیداران کا گروپ فوٹو

تقریب عید ملن میں
شریک خواتین و حضرات

جناب سید محبوب حسن واسطی صاحب،
بیگم احسن واسطی کو لکی ڈرا میں
نکلنے والا انعام دیتے ہوئے۔

تقریب پذیرائی

سید خُرم نظام

ادارہ اخوان السادات گلاؤ ٹھی کی جانب سے ۴ جولائی ۹۹ء بروز اتوار سروسز کلب آف پاکستان میں برادری کی پانچ معروف و معزز شخصیات جناب ڈاکٹر سید ظفر زیدی، جناب سید سعید اشہد، جناب سید جاوید اقبال، جناب سید وسیم الدین ہاشمی اور جناب سید محمد احسن واسطی کے اعزاز میں تقریب پذیرائی منعقد ہوئی جس میں بڑی تعداد میں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔

ادارہ کی ایجوکیشن کمیٹی کے سربراہ اور کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر سید ظفر زیدی کو حال ہی میں ستارۂ امتیاز کے قومی اعزاز سے نوازا گیا تھا۔ جناب سید سعید اشہد سندھ ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے تھے۔ جناب سید جاوید اقبال کو فلپس پاکستان کے چیئرمین و مینیجنگ ڈائریکٹر کے اعلیٰ عہدے پر فائز کیا گیا تھا جبکہ سید وسیم الدین ہاشمی کو سیکریٹری سندھ اسپورٹس بورڈ اور سید محمد احسن واسطی کو وائس گورنر لائنز کلب کے امتیازی مناصب تفویض ہوئے تھے۔ رات تقریباً ۹:۳۰ بجے حافظ قاری سید سلمان واسطی کی تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز ہوا۔ محترمہ ریحانہ سیف نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔

تلاوت کلام پاک کے بعد صدر ادارہ سید محبوب حسن واسطی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ اپنے مختصر خطاب میں صدر ادارہ نے تقریب میں مہمانان گرامی کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ گلاؤ ٹھی و مضافات کی سادات برادری کا یہ فلاحی ادارہ ۳۵ سال قبل قائم ہوا تھا۔ اس ادارے کے پلیٹ فارم سے ہم ممبران ادارہ کی دینی، سماجی، ثقافتی، تعلیمی و معاشی بہبود کے پانچ اہم شعبوں میں کام کرتے ہیں۔ اس ادارہ نے گذشتہ ایام میں کافی اونچ نیچ (Ups & Downs) دیکھی ہیں۔ ہم سے اس دوران کافی کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ ہمیں اس کا پورا اعتراف ہے۔ تاہم اطمینان کی بات یہ ہے کہ ادارے کا فلاحی کام برابر چلتا رہا ہے اور اب بھی چل رہا ہے۔

ہم ہر سال برادری کے غریبوں، محتاجوں اور بیواؤں میں ایک لاکھ روپیہ سے زائد رقم بطور زکوٰۃ تقسیم کرتے ہیں اور وصول کنندہ کی عزت نفس کے پیش نظر ان کے نام پردۂ اخفاء میں رکھتے ہیں۔ برادری کے ہر بچے بچی کو حفظِ قرآن مجید پر ایک ہزار روپیہ انعام دیتے ہیں۔ اسکول، کالج و یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کو ان کے امتحانات میں اچھے نتائج کی بنیاد پر نقد انعامات و انعامی شیلڈز اور برادری کے شعراء، مصنفین و دانشور حضرات کو سند اعتراف و اعزازی شیلڈز دیتے ہیں۔ بیوہ خواتین میں مفت سلائی مشینیں تقسیم کرتے اور نئے شادی شدہ جوڑوں کو قرآن مجید کے نسخے تحفتاً پیش کرتے ہیں۔ اپنی مختلف تقاریب میں طلباء و طالبات کے افادہ کے لئے PTV کے طرز پر قرآن فہمی اور ایسے ہی دیگر معلوماتی پروگرام پیش کرتے رہتے ہیں۔

ہماری ایجوکیشن کمیٹی کے سربراہ جناب ڈاکٹر سید ظفر زیدی اور ان کے دو معاونین پروفیسر سیدہ صبیحہ انجم اور پروفیسر سید عرفان رحمت سال میں دوبار۔ جنوری اور جولائی میں کالج و یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کے لئے تعلیمی وظائف جاری کرتے ہیں۔ صدر ادارہ نے کہا کہ یہ تعلیمی وظائف دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) MERIT اسکالرشپ جو امتحانات میں معیاری نتائج کی بنیاد پر جاری کئے جاتے ہیں اور (۲) NEED اسکالرشپ جو احتیاج کی بنیاد پر جاری

ہوتے ہیں۔

صدر ادارہ نے مزید کہا کہ اس وقت ہمارے سامنے دو بڑے اور اہم منصوبے ہیں ایک ایجوکیشنل ٹرسٹ کا تعلیمی منصوبہ اور دوسرا Health Care ٹرسٹ کا طبی بہبود کا منصوبہ۔ اس سلسلے کی قانونی کارروائی کے لئے کاغذات جناب سید عثمان غنی راشد کے پاس موجود ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جب یہ منصوبے روبہ عمل ہوں گے تو ان سے نہ صرف ہم بلکہ آئندہ ہماری نسلیں بھی بہتر طور پر مستفید ہو سکیں گی۔

صدر ادارہ نے کہا کہ جیسی تقریب ہم آج یہاں منعقد کر رہے ہیں برادری کے معزز افراد کے اعزاز میں ماضی میں بھی ہم ایسی ہی تقاریب منعقد کرتے رہے ہیں۔ مثلاً برادری کے حاجیوں کے اعزاز میں ہوٹل EMBASSY کی تقریب، ڈاکٹر سید ظفر زیدی کے وائس چانسلر بننے پر ہوٹل MARRIOTT کی تقریب، گلاؤٹھی میونسپل کمیٹی کے چیئرمین سید سیف الدین کی کراچی آمد پر بمبوہٹ (HUT) ریسٹورینٹ کی تقریب، سید منصور عاقل کی تحقیقی کتاب "گلاؤٹھی" کی اشاعت پر ان کے اعزاز میں ہوٹل ہالیڈے ان CROWNE PLAZA کی تقریب وغیرہ۔ آج ہم ان مہمانان گرامی کا خیر مقدم کرتے ہوئے بھی وہی خوشی محسوس کر رہے ہیں اور ان سب کا اور تمام شریک خواتین و حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

صدر کے خطاب کے اختتام پر جملہ شرکاء نے تالیاں بجا کر تحسین کا اظہار کیا۔

صدر دارہ کے اس مختصر خطاب کے بعد اعزازی شیلڈز کی تقسیم شروع ہوئی صدر ادارہ نے ڈاکٹر سید ظفر زیدی کو شیلڈ پیش کی جب کہ سید عثمان غنی راشد نے جناب سید سعید اشہد کو سید صفدر علی نے جناب سید وسیم الدین ہاشمی کو اور جناب سید احمد نے سید محمد احسن واسطی کو شیلڈز دیں۔ جناب سید جاوید اقبال چیئرمین و مینیجنگ ڈیریکٹر فلپس پاکستان اپنی نجی مجبوری کے باعث تقریب میں شرکت نہ فرما سکے تھے۔ ان کی اعزازی شیلڈ ان کے گھر پہنچانے کا انتظام کیا گیا۔

اعزازی شیلڈز کی تقسیم کے بعد معتمد ادارہ نے تقریب کے جملہ شرکاء کا عموماً اور ان مذکورہ مہمانان گرامی کا خصوصاً شکریہ ادا کیا کہ ان خواتین و حضرات نے اس تقریب میں شرکت فرما کر ہم سب کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اس کارروائی کے بعد اراکین مجلس منتظمہ کا گروپ فوٹو ہوا اور جملہ شرکاء کو عشائیہ کے لئے مدعو کیا گیا۔ کھانا بے حد لذیذ تھا اور بہت پسند کیا گیا اور اس طرح یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

شادیاں :

24-1-99 نکاح جویریہ اسد دختر سید اسد علی جعفری
ہمراہ دبیر مرزا فرزند کمال الدین مرزا (مرحوم)

27-1-99 ولیمہ سید عمیر ضیاء فرزند سید مظفر احمد ضیاء /
ڈاکٹر افشاں دختر عاطف ولی

27-1-99 ولیمہ سید خرم نظام فرزند سید آصف جمیل /
شگفتہ عندلیب دختر عبدالرحمٰن

5-2-99 نکاح سیدہ رخشندہ سحر دختر سید انیس عالم
ہمراہ سید اعجاز علی فرزند سید محبوب علی

8-2-99 ولیمہ سید اعجاز علی فرزند سید محبوب علی /
رخشندہ سحر دختر سید انیس عالم

12-7-99 نکاح سیدہ فوزیہ دختر سید محمد وسیم واسطی
ہمراہ سید حسن عامر جعفری فرزند سید خلیل الرحمٰن جعفری (مرحوم)

انتقال :

26-7-99 سید محفوظ جعفری برادر سید محمود جعفری۔ گلشن معمار۔ کراچی

اسلام نے دل کیسے جیتے

مغربی مفکر

No other religion in history spread so rapidly as Islam.... The West has widely believed that this surge of religion was made possible by the sword. But no modern scholar accepts that idea, and the Koran is explicit in support of the freedom of conscience. The evidence is strong that Islam welcomed the people of many diverse religions, so long as they behaved them selves and paid extra taxes. Muhammad constantly taught that Muslims should co-operate with the people of the Book (Jews and Christians)".

True, there were often wars between Muslims and either Christians or Jews (sometimes because the older religions insisted on battle), and the Koran contains passages for primitive violence relating to these wars. But testimony is overwhelming that followers of the Book were usually given decent treatment, sanctuary and freedom to worship as they wished."

Many Westerners, accustomed by their history books to believe that Muslims were barbarous infidels, find it difficult to comprehend how profoundly our intellectual life has been influenced by Muslim scholars in the field of science, medicine, mathematics, geography and philosophy. Crusaders who invaded the Holy Land to fight Muslims returned to Europe with new ideas of love, poetry chivalry warfare and government. Our concept of what a university should be was deeply modified by Muslim scholars who perfected the writing of history and who brought to Europe much Greek learning."

Although Islam originated in Arabia today only a small percentage (7 per cent) of the world's Muslims are Arabians, and less than a quarter(20 percent) speak Arabic as their native language."

"More than most religions, Islam preaches the brotherhood of all races, colours and nations within its fold. muhammad himself probably had exactly the same skin colouring as jesus-a very suntanned white - but today his followers embrace all colours: black men from Africa, yellow men from china brown men from Malaya, white men from Turkey."

Islam permits no priesthood, and because Muhammad had to fight so bitterly against idols, his religion discourages portraiture. Mosques are decorated with geometrical patterns only."

(James A Michener, "Islam - The misunderstood religion").

In Loving Memory of Our Father

(Late) Hafiz Syed Shafiuddin Ahmed

|||

From

Syed Raziuddin Hashmi
Syed Naseem uddin Hashmi
Syed Waseem uddin Hashmi

With Compliments

From

|||

Syed Usman Ghani Rashid

AIRCONDITIONING SYSTEMS

WAVES

SPEL FUJIYA

Sabro

3 Years Guarantee

3 Years Guarantee

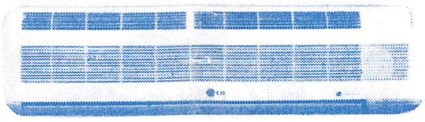

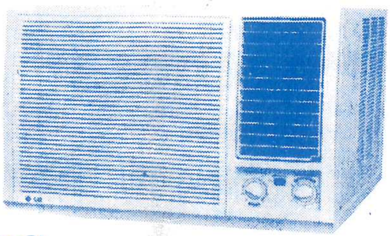

1 Year Guarantee

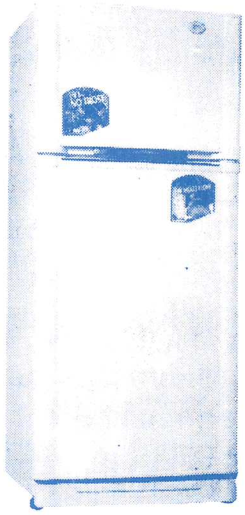

- REFRIGERATORS
- DEEP FREEZERS
- WINDOW AIRCONDITIONERS
- SPLIT AIRCONDITIONERS
- PACKAGE AIRCONDITIONERS
- WATER COOLERS

5 Years Guarantee

LG

Sales,
Installation, Maintenance,
Repairs & Operation

PAKISTAN REFRIGERATION

SABA *ELECTRONIC*

SHOWROOM:
Main Alamgir Road, C.P. Barrar Society,
Sharfabad, Karachi.
Tel: 4925353 - 4925354
Fax: (92-21) 4925355

SHOWROOM:
Hamza Arcade,
105-A, S.M.C.H.S., Karachi.
Tel: 4539789 - 4312007
Fax: 92-21-4925355

TIMES / pak-ref/CDR/FAI